www.emarsiya.com

مرثیہ در حال حضرت حُر علیہ السلام (بند ۱۸۳)

سنہ تصنیف: ۲۴/ذیقعدہ ۱۳۲۷ھ

دعبلِ ہند نواب مولانا سید فرزند حسین ذاخرؔ اجتہادی

(۱)

علمِ تسخیر مجھے سحر بیانی سے ملا
لطف آمد کا طبیعت کی روانی سے ملا
طبع کا زور مجھے عہدِ جوانی سے ملا
ہمہ دانی کا مزا ہیچ مدانی سے ملا
نہیں معدوم میں تصویر خیالی کی طرح
ہے یہ جھکتا ہوا قد تیغِ ہلالی کی طرح

(۲)

کون وہ ہے جو نہیں واقفِ نظمِ ذاخرؔ
لکھنؤ کے کملا ہیں مرے فن سے ماہر
اپنا ہم پیشہ سمجھتے ہیں جہاں کے شاعر
کون اب مجھ سا ہے شاگردِ جنابِ فاخرؔ
دہر سے جاتے ہوئے ایک کفن لے کے گئے
دولتِ نظم مجھے زر کی طرح دے کے گئے

(۳)

کہیں چھپ سکتے ہیں عالی نسبی کے جوہر
حصنِ دیوارِ چمن سے نہ چھپا ہر گلِ تر
باغ سے نزدِ سحر ہوتی ہے نکہت باہر
سمجھی جاتی ہے تواضع مگر اک جزوِ بشر
اُس تصور کی ہو کیا قدر اگر جان نہیں
جس کو ناز اپنے سخن پر ہے وہ انسان نہیں

(۴)

سو برس بھی کوئی تکمیل کرے گر مہ و سال
جھک کے خود اپنا ہی قد نقص پہ ہو جاتا ہے دال
ہوں میں کامل، نہیں کہہ سکتا کوئی وقتِ سوال
آ ہی جاتا ہے زمانے میں ترقی کو زوال
نقش بر آب کمال اپنا ہے دریا کی طرح
لڑکھڑاتی ہے زباں حضرتِ موسیٰؑ کی طرح

(۵)

ہے کچھ ایسی رہِ تکمیلِ سخن نا ہموار
ٹھوکریں دیتی ہیں انساں کو خطائیں ہر بار
لے کے لغزش کا عصا ہوتا ہے محوِ رفتار
گرتا جاتا ہے ہر اک گام پہ مانندِ غبار
ہوسِ اوج میں پہلو کو بدل کر اُٹھا
کبر گر ساتھ نہیں ہے تو سنبھل کر اُٹھا

(۶)

اپنے اوپر نہیں لازم ہے بھروسا کرنا
ہے یہ وہ خاک مرکب ہوئی ہے جس سے خطا
کوئی ایسا نہیں کھایا نہ ہو جس نے دھوکا
کبر زیبا نہیں انساں کو بجز ذاتِ خدا
ہم (ہی) معدوم ہیں سب اول و آخر وہ ہے
دونوں عالم میں ہر اک چیز پہ قادر وہ ہے

www.emarsiya.com

(۷)

ہو نہ گر سہو تو کر سکتا ہے سب کچھ انساں
یہ مرض وہ ہے جو رہتا ہے دماغوں میں نہاں
قلب قادر نہیں اس پر کبھی ہنگامِ بیاں
شمع کی طرح سے قابو میں نہیں کوئی زباں
عیب بھی پاؤگے تنہائی میں لاکر دیکھو
چشمِ انصاف سے ہر نظم اُٹھاکر دیکھو

(۸)

قابلِ عجز اگر ہو تو نہیں کوئی خطر
خود خدا کرتا ہے ہر نظم میں تائیدِ بشر
جو بری سہو و خطا سے ہے وہ کرتا ہے نظر
اب نہ کچھ عیب کی دہشت نہ تسلسل کا ہے ڈر
لکھ وہ دیتا ہے تہہِ عرش سے جو پاتا ہے
نظم کرتا ہوا ہر بند چلا جاتا ہے

(۹)

ہم نہ اِس نظم کے مالک ہیں نہ ہے اپنا کلام
جو کچھ اِس میں ہے وہ معبودِ حقیقی کا ہے نام
کلک تحریر میں مشغول ہے، ہو صبح کہ شام
حق بس اتنا ہے کہ لکھ لیتے ہیں ہر بند تمام
شکر کر سکتا نہیں خلق میں انساں اُس کا
دی ارم اتنی سی زحمت پہ، یہ احساں اُس کا

(۱۰)

جب نہ تھے دہر میں ہم مدح کے فن سے ماہر
شعر گوئی سے طبیعت تھی نہ لیکن قاصر
ہر سحر مرثیہ کہتے تھے جناب، فاخرؔ
روز سننے کے لئے ہوتے تھے ہم بھی حاضر
قلبِ پُر درد کے مضمون اثر دیتے تھے
نظم جو کرتے تھے ارشاد وہ کردیتے تھے

(۱۱)

ایک دن میں نے پسِ ختم یہ خدمت میں کہا
آگے اس بند کے کیا حال بیاں کیجئے گا
کیا ارشاد کہ قادر نہیں بتلاؤں میں کیا
کچھ دمِ نظم ہوا کرتی ہے تائید خدا
فکر یوں کرنے سے یہ مرثیہ کم ہوتا ہے
بیٹھتا ہوں تو تسلسل سے رقم ہوتا ہے

(۱۲)

مدح گوئی کا ہوا شوق مجھے بھی جس دم
مجھ سے بھی مرثیہ ہوتا ہے اسی طرح رقم
اِس سے ثابت ہوا بے شک ہے خدا کا یہ کرم
یوں کرے نظم، تسلسل نہ مگر ہوگا بہم
گھڑیوں اس فکر میں خاموش کبھی رہتا ہوں
یہ سبب ہے کہ جو تائید خدا کہتا ہوں

(۱۳)

دعبلؒ و کاشیؒ و حسانؒ و فرزدقؒ، مقبلؒ
ان کے افسانے سے ہے کون جہاں میں جاہل
وہ پڑھی نظم ہوئے جس سے جناں میں داخل
کیا عجب میرے بھی کام آئے جو وقتِ مشکل
سببِ فخر ہو گر باغِ جناں تک پہنچوں
میں بھی اس نظم سے جنت کے مکاں تک پہنچوں

(۱۴)

ہے یہ وہ نظم جو تائیدِ خدا ہے مشہور
ملتے جلتے انہیں بیتوں سے ہیں جنت کے قصور
حسنِ بندش کا گیا تا بہ ارم دہر سے نور
دائرے حرف کے ہیں یا گرہِ گیسوئے حور
خالِ رخسار کے نقطوں میں چمک آنے لگی
عنبریں زلف کے کاغذ سے مہک آنے لگی

www.emarsiya.com

(۱۵)

نظم اعجاز سے ہوتی نہیں خالی سرمو
ہوش کھوتی ہے گلِ باغِ سخن کی خوشبو
پھول بن جاتے ہیں حرفوں پہ قلم کے آنسو
گلِ صد برگِ بہشتی ہے مرے دل کا لہو
خون قرطاس پہ کب دیدۂ نم سے پہنچا
کلک میں دل سے تو کاغذ پہ قلم سے پہنچا

(۱۶)

چمنِ دہر سے زائد ہے کہیں اِس کی بہار
خون جاتا ہے رگِ گل میں قلم سے ہر بار
نظر آ جاتے ہیں اعجاز کے سارے آثار
دہنِ حرف میں گویائی ہے مانندِ ہزار
نظر آتا نہیں بے نطق کوئی گل کی طرح
ہیں یہ وہ پھول چہکتے ہیں جو بلبل کی طرح

(۱۷)

حرفوں میں ہے جو دمِ فکر نہاں رازِ خدا
لکھتے لکھتے مجھے ہو جاتا ہے خود ہی دھوکا
نظم کرنے میں پکار اُٹھتا ہے یہ دل میرا
کس طرف آتی ہے مرغانِ بہشتی کی صدا
کیسی شوخی ہے یہ اندازِ قلم میں یا رب
زمزمے بند ہیں آوازِ قلم میں یا رب

(۱۸)

میں جو پاتا ہوں کبھی دل کے تڑپنے کا اثر
غرق کرتا ہے یمِ فکر و تفکر اکثر
ساتھ دل کے حرکت میں اگر آتی ہے نظر
سطریں قرطاس پہ بن جاتی ہیں موجِ کوثر
تا بہ فردوس کبھی فکر مری جاتی ہے
کبھی بہتے ہوئے پانی کی صدا آتی ہے

(۱۹)

جودتِ طبع سے ذاخرؔ یہ بیاں کر گئے کیا
یہ تو اک حدِّ تصور کا کھنچا ہے نقشہ
جو حدیثوں میں نظر آیا ہے وہ ہے اتنا
ہیں اگر مدح کی بیتیں تو ملے گا یہ صلہ
کم فضیلت یہ نہیں دہر سے جب جاؤ گے
اپنی ہر بیت سے جنّت کے مکاں پاؤ گے

(۲۰)

کام کوئی عمل آتا ہی نہیں بعدِ وفات
گر ملے گی بھی تو رونے سے رُلانے سے نجات
کاٹ دو مدحِ ائمہؑ میں جو باقی ہے حیات
یوں بسر ہوگی تو وہ آئیں گے وقتِ سکرات
ہم بجا لائیں گے جو کام قلم سے ہوگا
وہ نہ آئیں یہ بعید اُن کے کرم سے ہوگا

(۲۱)

کرم و لطفِ ائمہ ہیں دلوں پر ظاہر
ہے ہر اک ان کی فضیلت سے جہاں میں ماہر
بات کل کی تجھے کیا یاد نہیں اے ذاخرؔ
دیکھا ہے اچھی طرح حالِ جنابِ فاخرؔ
مدح کا پایا صلہ فاطمہؑ کے جانی سے
روح نکلی تنِ بیمار کی آسانی سے

(۲۲)

آنے والے تھے ائمہ جو قریبِ سکرات
بند آنکھیں ہوئیں دید میں کیں قبلِ وفات
نزع کے کرب سے دی فضلِ الٰہی نے نجات
بڑھنے سے تھوڑے تنفّس کے ہوئی ختم حیات
مادحِ سبطِ پیمبرؐ کی یہ حالت دیکھی
دم نہ تھا سینے میں جب غور سے صورت دیکھی

www.emarsiya.com

(۲۳)

ہے اعزّا سے کب اس وقت کی حالت پنہاں
رہ گئی تھی رمقِ جب تنِ بیمار میں جاں
جنبشِ لب سے دمِ نزع یہ ہوتا تھا عیاں
کیفیت قلب کی کرتے ہیں ائمہؑ سے بیاں
زن و اولاد چھٹی دولت و مسکن چھوٹے
اب نہ اِن کانپتے ہاتھوں سے یہ دامن چھوٹے

(۲۴)

یوں ہی سب جائیں گے دنیا سے سوئے دارِ بقا
کوئی باقی نہیں رہنے کا بجز ذاتِ خدا
جن کو ہے اِن سے محبت نہیں خوف اُن کو ذرا
ایک دن تم کو بھی لے جائے گی دنیا سے قضا
ہیں یہاں سب غم و آلام کے سہنے کے لئے
کون آیا ہے سدا خلق میں رہنے کے لئے

(۲۵)

دارِ ہستی میں ہمیں رہنے کی امید ہو کیا
نظر آتے نہیں جب دہر میں خاصانِ خدا
جانتے تھے کہ نہ کام آئے گی اپنی دنیا
اِس جگہ کی نہ پسند اک نے بھی کی آب و ہوا
دہر میں تین شب و روز کا پیاسا نہ رہا
انتہا ہے کہ محمدؐ کا نواسّا نہ رہا

(۲۶)

کربلا اپنا مکاں چھوڑ کے مرنے آئے
سب وہ ظاہر ہیں جو آلام و مصائب پائے
تشنہ لب تین شب و روز رہے، غم کھائے
بے گنہ قتل ہوئے ابنِ علیؑ کے جائے
وا پئے شکر، دمِ رنج و الم لب کو کیا
راہِ معبود میں مولاؑ نے فدا سب کو کیا

(۲۷)

دومِ ماہِ محرم کو ہوا ختم سفر
چوتھی تاریخ سے آنے لگا رن میں لشکر
ساتویں کو ہوا بند آب امامِ دیںؑ پر
نویں تاریخ نہ آتی تھی نظر جائے مفر
قصد تقدیر نے مقتل میں بگڑنے کا کیا
عزم اُسی روز بنِ سعد نے لڑنے کا کیا

(۲۸)

کہنے سننے سے جو اک رات کی پائی مہلت
مغتنم شہؑ کو ہوئی دشت میں اتنی فرصت
سپہِ کیں تھی جو آمادۂ ظلم و بدعت
ایک شب رن میں غنیمت ہوئی بہرِ طاعت
یہ تصور تھے دمِ عصر شہِؑ صفدر کے
صبح کر دیں گے سرِ شام سے سجدے کرکے

(۲۹)

تھا ادھر تو یہ تصور دلِ شہؑ میں پیدا
جانبِ غرب اُدھر مہر نے رخ اپنا کیا
دھوپ اونچی ہوئی معدوم ہوا ہر سایا
اثرِ جذب دلِ خاک میں باقی نہ رہا
پایا ایک ایک نے مٹتی ہوئی تقدیروں کو
کھو دیا دہر نے چلتی ہوئی تصویروں کو

(۳۰)

غرب تک لایا جو خورشید کو درد پنہاں
خون میں ڈوب گیا جسم، ہوا نور، نہاں
تھمنے کی اب اسے گردوں پہ بھلا تاب کہاں
دامنِ غرب میں پوشیدہ ہوا مہرِ جہاں
تا بہ شب اب غمِ خورشید ہیں سہنے والے
ہم سے اچھے رہے اُس سمت کے رہنے والے

www.emarsiya.com

(۳۱)

دل کو بھاتا تھا سیاہی و شفق کا انداز
کیوں نہ مرغوب ہو مرغانِ چمن کی آواز
ابتدائے سحر و شام کا کھلتا نہیں راز
رنگ گردوں میں نظر آتا ہے طُرفہ اعجاز
کب کسی سے اثرِ دردِ نہاں اُٹھتا ہے
آگ مغرب میں ہے مشرق سے دھواں اُٹھتا ہے

(۳۲)

جب رہی مہر کی صورت نہ زمانے میں ضیا
پردۂ روز رخِ ظلمت شب سے اُٹھا
ٹھنڈی سانسوں کی طرح سرد ہوئی گرم ہوا
ہوش کھونے لگی دودِ دلِ مشرق کی فضا
مل کے آہِ دل گیتی میں شرارے نکلے
افقِ چرخ پہ چھپتے ہوئے تارے نکلے

(۳۳)

تیرگیِ شبِ عاشور کا اللہ ری اثر
مضطرب قبلِ سیاہی تھے کئی لاکھ جگر
ہونے والا تھا جو صحرا میں بلاؤں کا گذر
چین لیتا تھا نہ میر سپہِ بد گوہر
صبح تک شام سے کس کس کو جدا کرتا ہے
دل سے کہتا تھا فلک دیکھئے کیا کرتا ہے

(۳۴)

مشورے تھے یہ کبھی دل سے کہ رہنا ہشیار
دشت میں اچھی طرح پھیل چکی ہے شبِ تار
فوج پر آ نہ پڑیں سرورِ دیںؑ کے غمخوار
قہر ہوگا جو اندھیرے میں چلے گی تلوار
پھر نہ پائے گا دمِ صبح مددگاروں کو
کسی صورت سے بچا فوج کے سرداروں کو

(۳۵)

اس تردد میں بڑھا فوج کی جانب مکار
پیچھے پیچھے کئی سو ساتھ تھے رن میں غدّار
اس جگہ چھوڑ کے بڑھ جاتی تھی دو دو کو قطار
اپنے بے چوبوں میں رہتے تھے جہاں پر سردار
ہوئے ساماں یہ بہم دشت کی وحشت کے لئے
پہرے قائم کیے خیموں کی حفاظت کے لئے

(۳۶)

خیمۂ حرؑ کے قریں جب پسرِ سعد گیا
چار چوبہ حرؑ جرار کا خالی دیکھا
دشت کی سمت رخِ نحسِ ستمگر جو اُٹھا
اک طرف گھوڑے پہ خاموش جری کو پایا
گر نفس تا بہ لب آتا ہے تو جی جاتا ہے
کوئی شئے آنکھ میں آتی ہوئی پی جاتا ہے

(۳۷)

بڑھ کے کچھ دور بنِ سعد نے حرؑ سے یہ کہا
پہلے بتلاؤ تردد کا سبب آج ہے کیا
بعد اس کے مجھے یہ امر ہے تم سے کہنا
چھوڑوں کیے آدمی میں بہرِ حفاظت اس جا
دل پہ ایذائے شبِ ہجر کو سہنا تم بھی
خوفِ شب خوں ہے مجھے جاگتے رہنا تم بھی

(۳۸)

دن کو اِس فوج سے کیا لڑ سکیں گے شاہِ زماںؑ
رن میں جو رہ گئے ہیں ان میں بہت کم ہیں جواں
جان دینا دمِ پیکار نہیں ہے آساں
لی ہے اک شب کی اسی وجہ سے سرورؑ نے اماں
کب کے یہ خلد پہنچ جاتے جہاں سے مر کے
جی بچے طاعتِ خالق کا بہانا کر کے

www.emarsiya.com

(۳۹)

حرؑ کے کانوں تلک اس طرح جب آئی یہ صدا
آنکھ اُٹھاکر پسرِ سعد کی جانب دیکھا
دن سے تھا فکرِ معاصی میں جو وہ عبدِ خدا
دلِ حرؑ پر ہوا اِس کہنے کا بے حد صدمہ
رازِ سربستگیٔ غیظ کو کھولا نہ گیا
تھرتھرائی ہوئی آواز سے بولا نہ گیا

(۴۰)

روک کر غیظ یہ کرنے لگے ظالم سے بیاں
کون سا ہے وہ تردد جو کروں تجھ پہ عیاں
تو نہ کر کوئی مرے حفظ کا رن میں ساماں
مجھ کو مرنا ہے دمِ صبح بچانی نہیں جاں
دل کا ہر زخم بھر آیا ہے کہیں خوف نہیں
سیدوں سے تجھے دہشت ہے مجھے خوف نہیں

(۴۱)

مکر کرنا تجھے آتا ہے وہ ہیں اس سے بری
اللہ اللہ رہِ دیں سے ہے یہ بے خبری
غم جو دے کوئی تو آجاتی ہیں آنکھوں میں تری
خود اُلجھتی نہیں کانٹوں سے نسیمِ سحری
روئے گل اوس سے بہتر کوئی دھوتا ہی نہیں
صاحبِ فیض سے نقصاں کبھی ہوتا ہی نہیں

(۴۲)

سنے جب یہ حرؑ غازی سے ستمگر نے کلام
کہہ کے یہ سامنے سے ہٹ گیا وہ بد انجام
اچھا اچھا یوں ہی ہوگا ہمیں کیا اس سے ہے کام
ہوگئی شام کرو خیمہ میں جاکر آرام
رن میں پچھلے سے پئے لشکر شر اُٹھنا ہے
جو ہیں سردار اُنہیں قبلِ سحر اُٹھنا ہے

(۴۳)

جا چکا سامنے سے جب پسرِ سعد لعیں
اپنے عصیاں سے ہوا اور بھی حرؑ دل میں حزیں
رو کے کہتا تھا جہنم سے میں بچنے کا نہیں
میری ہی سعی سے آئے ہیں یہاں تک شہِ دیںؑ
ناحق ان گوشہ نشینوں کو ستایا میں نے
سرورِ دیںؑ کو کہاں لا کے پھنسایا میں نے

(۴۴)

طے اسی فکر و تردد میں ہوئی خیمہ کی راہ
آنکھ میں اپنے گناہوں سے زمانہ تھا سیاہ
ہوا طاعت کو جو استادہ وہ عبدِاللہ
اونچی ہوتی تھی نہ درگاہ الٰہی میں نگاہ
قلب پر ظلمتِ عصیاں کے اثر لینے لگے
کانپتے ہاتھوں سے مغرب کی اذاں دینے لگے

(۴۵)

کر چکا ختم اقامت بھی جو ہمراہِ اذاں
دل سے مشغول ہوا طاعتِ حق میں وہ جواں
قلب پر غم تھا جو شرمندۂ بارِ عصیاں
باندھی نیت، ہوئے آنسو رخِ روشن پہ رواں
یہ تضرع کو دمِ خوف خدا طول ہوا
جو پڑھا درگہِ خالق میں وہ مقبول ہوا

(۴۶)

اس طرح کر چکے جب دونوں نمازوں کو ادا
ہاتھ اُٹھاکر ہوئے سجادہ پہ مشغولِ دعا
عرض یہ کرتے تھے خالق سے دمِ جوشِ بکا
نام میرا بھی رقم کر سرِ فردِ شہدا
رن میں جب خسروِ گردوں کی سواری آئے
سب کے پہلے مرے سر دینے کی باری آئے

www.emarsiya.com

(۴۷)

کہہ کے یہ سجدۂ خالق میں جھکائی گردن
تر ہوا آنسوؤں سے بیم و رجا کا دامن
خوف نے خانۂ دل میں جو کیا تھا مسکن
یہ سمجھتے تھے کہ خود ہیں مرے اعضا دشمن
کہتے تھے دل کے سوا کوئی مرے ساتھ نہیں
اب مرے کام کے دنیا میں مرے ہاتھ نہیں

(۴۸)

سجدۂ شکر سے بھی ہوگئے فارغ جس دم
نظر آنے لگا کچھ اور ہی رنگِ عالم
دشت میں پھیل چکی تھی شبِ تنہائی غم
تھی ترقی پہ وہ ظلمت جو اُٹھی تھی کم کم
کون وہ دل تھا یمِ فکر میں جو غرق نہ تھا
ایک ساں مشرق و مغرب تھے کوئی فرق نہ تھا

(۴۹)

اس قدر ظلمتِ شب میں تھا سیاہی کا اثر
دور کی چیز نگاہوں کو نہ آتی تھی نظر
گھٹ کے یوں چرخ پہ کم ہو گیا تھا نورِ قمر
چاندنی رات تھی یا اولِ ہنگام سحر
اپنی حد میں تھا ہر اک نورِ نظر کی صورت
ماہ ظلمت سے ہوا نجمِ سحر کی صورت

(۵۰)

تھی وہ آفت کی سیاہی کہ اُلجھتی تھی نگاہ
چل نہ سکتی تھی ہوا دشت میں دوگام بھی راہ
ٹھوکریں کھاتی تھی آتی تھی جو نزدیک سپاہ
دھوپ سے جل کے زمیں ہوگئی تھی اور سیاہ
پردۂ راز اندھیرے میں کہاں اُٹھتا ہے
گرد اُٹھتی ہے کہ جنگل سے دھواں اُٹھتا ہے

(۵۱)

حرؑ نے دیکھی جو یہ کیفیتِ شام فرقت
لب پہ لایا یہ سخن قیدیِ دامِ الفت
بے قراری میں مجھے دیکھنی ہے یہ حالت
طول اس رات کا زائد ہے کہ دل کی حسرت
ہے مسرت کا وہ ہنگام اگر غم نہ رہے
یا یہ شب ختم ہوئی دہر سے یا ہم نہ رہے

(۵۲)

کہہ کے یہ پردۂ در باندھا جری نے بڑھ کر
منتظر شام سے رہنا ہے تجھے تا بہ سحر
اپنی حالت کی طرح شب پہ بھی کرنی ہے نظر
دیکھنے ہیں ابھی تاروں کی طرح داغِ جگر
کب تلک نالۂ پُر درد اثر دیتا ہے
صبح ہونے کی مجھے کون خبر دیتا ہے

(۵۳)

پائی تھی سوزِ دُروں نے جگر و دل میں جو راہ
آتشِ قلب سے جل اُٹھا تھا دامانِ نگاہ
تا فلک جاتی تھی ہر مرتبہ حسرت بھری آہ
ہوتا جاتا تھا جہاں اور بھی نظروں میں سیاہ
شام سے قلب ترقی کے مزے لینے لگا
گیسوئے شب میں گرہ دُودِ جگر دینے لگا

(۵۴)

بڑھتا جاتا تھا شبِ ہجر میں تنہائی کا جَور
ہوتا تھا درد کی باتوں میں عیاں یاس کا طور
دل تڑپ اُٹھتا تھا کرتے تھے گناہوں پہ جو غور
ہم نشیں پاس نہ تھا شب کو بجز شمع کے اور
سننے والا جو ملا درد کے پہلو نکلے
شمع کو روتے ہوئے دیکھ کے آنسو نکلے

www.emarsiya.com

(۵۵)

پا کے دلسوز دل شمع کو کرتے ہیں بیاں
تجھ پہ کس طرح کروں دل کی مصیبت میں عیاں
بڑھ گئی اتنی سیہ کاریٔ قلبِ پنہاں
اب تو ہے نور ترا بھی مری آنکھوں سے نہاں
کوئی رہبر نہیں ملتا دلِ مضطر کی طرح
جا رہا ہوں کسی ظلمت میں سکندر کی طرح

(۵۶)

ڈالتا ہوں نظر اعمال پہ اپنی جس دم
فرد عصیاں میں گناہوں کی ترقی نہیں کم
لکھنے والا ہے مرے جرم کا مجھ سے برہم
دل صدا دیتا ہے تاریک ہوئے جاتے ہیں ہم
کیوں یہ آمادگی ہے آگ میں جلنے کے لئے
کر کوئی فکر سیاہی سے نکلنے کے لئے

(۵۷)

مجھ تک آئے گی نہ برسوں گلِ جنت کی مہک
اب تو ہوگا کسی دل کو مرے جلنے کا نہ شک
دور سے دیکھتا ہوں ذرّۂ آتش کی چمک
کھینچتے ہیں مرے عصیاں ترے شعلے کی لپک
اور بھی میں اثرِ سوز جگر پاتا ہوں
تیرے نظارے سے اے شمع جلا جاتا ہوں

(۵۸)

اپنے عصیاں نظر آتے تھے جو بے حد و شمار
دلِ نالاں کو نہ آتا تھا کسی طرح قرار
تھی کبھی دوریٔ جنت کی لبوں تک گفتار
کرتے جاتے تھے گناہوں پہ کبھی استغفار
ناامیدی کبھی دوزخ کی خبر لاتی تھی
کبھی توبہ کی فضیلت پہ نظر جاتی تھی

(۵۹)

کبھی کہتے تھے میں ہوں گرچہ گنہگار و لئیم
سرورِ دیںؑ کا ہے مشہور مگر خُلقِ عمیم
دل نہیں توڑتے بیکس کا جو ہوتے ہیں کریم
میرا مولاؑ تو جہاں میں ہے رحیم ابن رحیم
سر کو رکھ کر قدمِ شاہؑ پہ عزت لوں گا
اپنی روتی ہوئی آنکھوں سے میں جنت لوں گا

(۶۰)

تھا عجب بیم و رجا میں دلِ پُردرد کا حال
صاف ہوکر نہ نکلتا تھا کبھی قرعۂ فال
خوش کبھی ہوتے تھے پہروں کبھی رہتا تھا ملال
کبھی رحمت کا تصور، کبھی عصیاں کا خیال
تھے تصور سے کبھی شاہؑ کے احباب کے ساتھ
کبھی تڑپا کئے گھڑیوں دلِ بیتاب کے ساتھ

(۶۱)

کبھی اس فکر سے نالاں تھا غلامِؑ شہِ دیں
چین کس طرح سے پائے مرا قلبِ غمگیں
کیا ابھی تک ہے سیہ کفر کی ظلمت سے جبیں
نور سے کسبِ ضیا دل نے کیا ہے کہ نہیں
سر کو خم کرکے کبھی قلب کی حالت دیکھی
آئینہ ہاتھ میں لے کر کبھی صورت دیکھی

(۶۲)

اک تصور سے یہ تھی حالتِ قلبِ غمگیں
دل ہوا جاتا تھا نظارۂ دوزخ سے حزیں
جلوے دکھلا رہا تھا گلشنِ فردوس کہیں
ساکنِ خلد کبھی تھے، کبھی دوزخ میں مکیں
خوش ہوئے نکہتِ جنت نے اگر گھیر لیا
ڈر کے دوزخ کی طرف سے کبھی منہ پھیر لیا

www.emarsiya.com

(۶۳)

بختِ خُفتہ سے بیاں تھا یہ کبھی نیند سے جاگ
کبھی کہتے تھے تصور سے بری ہے تری لاگ
کبھی دل سے کہا جنت کی طرف شعلوں سے بھاگ
کبھی گھبرا کے کہا لگ گئی دامن میں وہ آگ
دو یم غم طرفِ چشمِ جری چڑھ آئے
ہاتھ دامن کے بچانے کو کبھی بڑھ آئے

(۶۴)

شوقِ رحمت کبھی کرتا تھا تسلیِ جگر
سوئے فردوس پھرا دیتا تھا غازی کی نظر
صبح کا پردۂ شب میں نظر آتا تھا اثر
شاخِ طوبیٰ پہ چہک اُٹھتے تھے مرغانِ سحر
خندہ زن ہر گلِ صد برگِ جہاں کو دیکھا
مسکرانے لگے جب اپنے مکاں کو دیکھا

(۶۵)

چشمِ حق بیں سے جو اٹھا ہوا تھا پردۂ راز
ہر شجر کا نظر آتا تھا نرالا انداز
شاخیں ہلتی ہوئی دکھلاتی تھیں طرفہ اعجاز
خود نہ کرسکتے تھے مرغان بہشتی پرواز
دمبدم اپنے ارادوں کا اثر پاتے تھے
طیر اُس شاخ سے اِس شاخ پہ آجاتے تھے

(۶۶)

صبح کی طرح سے چھایا ہوا ہر سمت ہے نور
مرتفع ذہنِ خیالی سے ہیں جنت کے قصور
تازہ کرتا تھا جگر سرد ہواؤں کا مرور
خیرہ کرتی تھی نگہ روشنیٔ چہرۂ حور
آنکھیں کرتی تھیں اشارے ادھر آنے کے لئے
ہاتھ بڑھ جاتے تھے سینے سے لگانے کے لئے

(۶۷)

تھے مزیّن دُر و یاقوت سے فردوس کے گھر
نہر اشکوں کی طرح بہہ رہی تھی زیرِ شجر
ابھی پایا جو نہ تھا قربِ شہؑ جن و بشر
یہ جو بڑھتے تھے تو ہٹ جاتی تھی موجِ کوثر
تھا اشارا ہوسِ شرب میں رنجور رہو
پانی پینے کا نہیں حکم ابھی دور رہو

(۶۸)

جب تلک ہوگے نہ مقتل میں فدائے شہِ دیںؑ
ہم تلک دہر سے فردوس میں آنے کے نہیں
ہو گیا قلب کو اِس کہنے کا جس وقت یقیں
ہوسِ صبح میں کہنے لگا دل سے وہ حزیں
کس طرح اتنا زمانہ سرِ بستر کاٹوں
طول اس بڑھتی ہوئی رات کا کیونکر کاٹوں

(۶۹)

نبضِ دودی کی طرح رات ہے محوِ رفتار
فرقتِ سیدِ والاؑ میں ہوں جاں سے بیزار
تارے گنتا ہوں تو کم ہوتا ہے دل کا آزار
میری قسمت سے یہ شب ہوگئی ہے روزِ شمار
اک قدم طول عمل سے میں اُٹھا سکتا نہیں
سامنے وہ درِ جنت ہے پہ جا سکتا نہیں

(۷۰)

صبح ہولے تو بنِ سعد کی لوں جا کے خبر
کثرتِ فوج پہ نازاں ہے دلِ بانیٔ شر
ابھی دیکھے نہیں ظالم نے دلیروں کے جگر
ٹھوکریں کھائے گا مقتل میں اُٹھائے گا جو سر
آبرو دہر میں لے لیتے ہیں مرنے والے
پست ہوتے ہیں سدا کبر کے کرنے والے

www.emarsiya.com

(۷۱)

اب رہِ راست پہ آئے گا نہ وہ بانیٔ جور
کر چکا آج کی باتوں پہ سرِ شام سے غور
عہد تک اس کے رہے گا ستم وظلم کا دور
جس سے سادات بچیں وہ نظر آتے نہیں طور
جاں بلب تین شب و روز کا پیاسا ہوگا
قتل کل اپنے پیمبرؐ کا نواسا ہوگا

(۷۲)

تیرے باعث سے یہ سب کچھ ہوا اے قلبِ حزیں
مبتلائے الم و غم ہوئے شاہنشہ دیںؑ
ایسے اعمال پہ کیا ہو ہمیں بخشش کا یقیں
اپنے سر دینے کی بھی تو ابھی امید نہیں
شہؑ نے گر منع کیا نام مرا کیا ہوگا
فکر اس کی ہے کہ انجام مرا کیا ہوگا

(۷۳)

کر رہے تھے عجب آلام و مصیبت میں بسر
خوفِ عصیاں سے کبھی تھا دلِ نالاں مضطر
تھا کبھی شوقِ وغا میں نہ تحمل دل پر
کبھی ہاتھوں میں اُٹھا لیتے تھے شمشیر و سپر
پاس جب اپنے تصور سے پرے آتے تھے
دو قدم خیمہ سے بے ساختہ بڑھ جاتے تھے

(۷۴)

ہوسِ جنگ میں تھی لب پہ کبھی یہ گفتار
وہ کھڑا ہے پسرِ سعد لگاؤ تلوار
ہو چکے تم تو مددگارِ شہِ عرش وقار
خوف کس بات کا ہے جاں سے ہو اب کیوں بیزار
افسرانِ سپہِ ظلم کو خوں میں بھر دو
لڑ کے فوجوں سے فدائے شہِ دیںؑ سر کر دو

(۷۵)

کبھی مڑ جاتی تھی جب حد تصور سے نگاہ
دیکھتے تھے شہِ کونینؑ کو ہمراہِ سپاہ
نظر آ جاتے تھے جب دبدبہ و صولت و جاہ
دل تڑپ اُٹھتا تھا کہہ اُٹھتے تھے ماشاء اللہ
دی ہے جو مرحمتِ حق نے وہ شاہی دیکھو
کون ہے کس سے کہوں شانِ الٰہی دیکھو

(۷۶)

ایک اک اس سپہٗ دیں میں ہے بے مثل ونظیر
لب پہ ہر بار یہ نعرے ہیں فدائے شبیرؑ
نوجوانوں سے وغا میں سبقت کرتے ہیں پیر
پشت پر ڈھالیں تصدق ہیں کمر پر شمشیر
برہمی کہہ رہی ہے غیظ میں آئے ہوئے ہیں
تسمے تلواروں کے سینے سے لگائے ہوئے ہیں

(۷۷)

غور سے پڑ نہیں سکتی ہے دلیروں پہ نظر
بحر جرأت کا زمانہ میں ہے ایک ایک گہر
کانپ جاتے ہیں دم جنگ شجاعوں کے جگر
جب کبھی غیظ بھری آنکھ کا پڑتا ہے اثر
رنگ تلوار کا چہروں سے دمک جاتا ہے
آبِ شمشیر نگاہوں سے چھلک جاتا ہے

(۷۸)

کبھی کہتے ہیں کہ یہ سب ہے غلط دل کا قیاس
ہوسِ نصرتِ سرورؑ میں نہیں ہوش و حواس
رات ابھی ہے نہیں مرغان سحر محوِ سپاس
شب سے مشغولِ عبادت ہیں شہِؑ نیک اساس
شاہؑ ہمراہِ سپہ دشتِ وغا میں کب ہیں
کوئی اصل اس کی نہیں، وہم کی باتیں سب ہیں

www.emarsiya.com

(۷۹)
حرؑ کو رہ رہ کے یہ سمجھاتا تھا قلبِ پرغم
وہ کرو فکر کہ دردِ جگری جس سے ہو کم
بسترِ خواب پہ آرام سے لیٹو کوئی دم
صورتِ گیسوئے شب کیوں ہیں طبیعت برہم
کون کہتا نہیں ہنگامِ سحر نام کرو
رات یہ کٹ نہ سکے گی، ابھی آرام کرو

(۸۰)
کوئی چیز اور نہ بھاتی تھی دمِ شوق وغا
جو لڑائی کو دکھا دے وہ خیال اچھا تھا
وجہِ تفریحِ طبیعت تھا لہو کا دریا
جن سے کچھ نام کی امید تھی تھے ان پہ فدا
تیغِ پُر آب کی آنکھوں کو چمک بھاتی تھی
جس میں بوخون کی آئے وہ مہک بھاتی تھی

(۸۱)
طولِ شب اپنی ترقی کو جو دکھلاتا تھا
دل سے کھنچتا ہوا دم تا بہ دہن آتا تھا
قلب کب اِس کے سوا چین کہیں پاتا تھا
جب اُلجھتا تھا تو اس طرح بہل جاتا تھا
غم و ہم کے جو اثر قلب کے اوپر دیکھے
ڈھال کے پھول کبھی تیغ کے جوہر دیکھے

(۸۲)
کبھی چپ رہنا تصور سے کبھی کچھ کہنا
آنسوؤں کا کبھی مرغوب تھا رخ پر بہنا
اولِ شب سے پسند آگیا تھا غم سہنا
سرِ بستر کوئی آسان نہ تھا سو رہنا
یوں تو ہر لحظہ ہوس جنگ کی تڑپاتی تھی
تیغ رکھ لیتے تھے پہلو میں تو نیند آتی تھی

(۸۳)
ہوس جنگ میں لے لیتے تھے جس دم تلوار
حرکت ہاتھ کی دے دیتی تھی جنبش ہر بار
تیغ کی تھی صفت نالۂ بلبل جھنکار
اپنے ہی اسلحوں سے گرد تھی گلشن کی بہار
دیکھتے تھے جو سپر طبع نہ گھبراتی تھی
دل کو بو ڈھال کے پھولوں کی پسند آتی تھی

(۸۴)
چہرے تک ڈھال اگر دل کی تمنا لائی
شمع بالیں پہ کوئی دم کے لئے گل پائی
ظلمتِ قلبِ سپر دل کو کچھ ایسی بھائی
بند آنکھیں ہوئیں دم بھر کے لئے نیند آئی
ہوسِ خواب میں راحت کا سر انجام کیا
ڈھال رکھ کر رخِ پرنور پہ آرام کیا

(۸۵)
نیند آنے سے وہ زائد ہوا جو کم تھا ملال
بڑھ گئی اور بھی کچھ وسعتِ دامانِ خیال
مضطرب درد جگر سے ہوا وہ نیک خصال
لی جو کروٹ سرِ بستر تو ہٹی چہرے سے ڈھال
تھی جو بیداریٔ غفلت تو نہ پہچانتے تھے
شمع کے نور کو نورِ سحری جانتے تھے

(۸۶)
تیرگی خیمہ میں پھیلی جو ہوئی تھی ہر سُو
صبح ہونے کا نہ ظاہر ہوا کوئی پہلو
اپنے اشکوں میں کوئی فرق نہ پایا سرِمو
سرمہ آلود ہوئے جاتے تھے بہہ کر آنسو
بڑھتی ہی جاتی تھی شب دردِ جگر کی صورت
ضو یہ دیتی ہی نہ تھی نجمِ سحر کی صورت

www.emarsiya.com

(۸۷)

آنکھ جب اچھی طرح کھل گئی آیا یہ نظر
جائے بالش مرا زانوے برادر پہ ہے سر
عبد و فرزند بھی بیٹھے ہیں قریبِ بستر
حال یہ دیکھ کے حیراں ہوا قلبِ مضطر
نیند سے چین کوئی دم کے لئے پا کے اُٹھے
تیغ کو لیتے ہوئے فرش سے گھبرا کے اُٹھے

(۸۸)

دیکھ کر عبد و برادر کو یہ سمجھا وہ جواں
ہو گئی دشت میں صف بندی افواجِ گراں
سب جگانے کو مرے آئے ہیں خیمہ میں یہاں
ہو گیا اچھی طرح صبح کے ہونے کا گماں
جو ہوا تیز تھی وہ قربِ سحر بندھنے لگی
ہوسِ جنگ میں پچھلے سے کمر بندھنے لگی

(۸۹)

چین پایا کسی صورت جو نہ دل نے دم بھر
تیغ کو میان میں رکھتے ہوئے آئے باہر
اُٹھ گئی جب سوئے گردوں حرؑ غازی کی نظر
جھلملاتے ہوئے دکھلائی دیئے چند اختر
سُرمگیں دہر میں رنگِ شبِ دیجور ملا
اپنی حد سے جو زیادہ نہیں وہ نور ملا

(۹۰)

تھا تمنا میں لڑائی کی جو دل کو نہ قرار
پسند آتی ہی نہ تھی سرد ہوا کی رفتار
محوِ سیرِ فلکی تھا بھی تو یوں تھا دلِ زار
کبھی گردوں پہ نظر کی، کبھی دیکھی تلوار
آتشیں آہیں اگر کیں تو شرارے دیکھے
جوہروں سے جو مشابہ تھے وہ تارے دیکھے

(۹۱)

نہ ہوئی تھی جو نمایاں ابھی گردوں پہ سحر
دل کی بیتابیاں یوں کر رہی تھیں رات بسر
پڑ گئی جب ہوسِ صبح میں مشرق پہ نظر
صفتِ نجم بنا وہم مشکل ہوکر
نور جو شرق میں چمکا قمر آرا چمکا
کئی بار ایک جگہ صبح کا تارا چمکا

(۹۲)

دیکھی بھائی نے جو یہ کیفیتِ حرؑ جواں
جوڑ کر دستِ ادب یوں کیا غازی سے بیاں
آج کیا ہے جو تپاں ہے دلِ بے تاب وتواں
چل کے خیمہ میں بتا دیجئے رازِ پنہاں
جاں تلف آپ نے کی شام سے روتے روتے
ہم بھی سن لیں یہ بیاں صبح کے ہوتے ہوتے

(۹۳)

یہ سخن قوتِ بازو کا جو غازی نے سنا
ہاتھ پکڑے ہوئے خیمہ کی طرف لے کے چلا
اپنے بستر پہ جب آئے تو یہ بھائی سے کہا
بڑھتی ہی جاتی ہے میرِ سپہِ کیں کی جفا
کل وہ بند آب کیا شاہؑ پہ جو جاری ہے
آج تو شام ہی سے جنگ کی تیاری ہے

(۹۴)

کون یہ دیکھے گا مقتل میں جفا جُو کے ستم
رن میں وہ قتل کیا جائے جو ہو خیرِ امم
پیاس میں ذبح ہوں شہؑ تیغ سے دیکھا کریں ہم
جن کی جا آنکھ پہ ہو خون میں ڈوبیں وہ قدم
حق نے رتبہ جو دیا ہے اُسے پہچانتے ہیں
بڑھ کے اکسیر سے بھی خاکِ قدم جانتے ہیں

www.emarsiya.com

(۹۵)

سببِ زر سے وہ آتی نہیں شان و شوکت
برگزیدہ کرے اس دہر میں جس کو دولت
ہم پہ فرض اس کی زمانے میں نہیں ہے طاعت
نہ کیا ہو جسے اللہ نے میرِ امت
ہے خطا عقل کی اس میں جو یگانہ سمجھیں
جہل ہے گر اُسے ہادیِ زمانہ سمجھیں

(۹۶)

مجھ سے یہ امر ہوا ہے نہ کبھی اب ہوگا
کہ جگر گوشۂ زہراؑ سے کروں رن میں وغا
اس میں خوش ہو پسرِ سعدِ لعیں یا ہو خفا
بخشوائے گی قیامت میں نہ مجھ کو دنیا
جمع لاکھوں ستم ایجاد ہیں اک سر کے لئے
میں نہ پیاسے سے لڑوں گا ہوسِ زر کے لئے

(۹۷)

صاف سن لو کہ جو ہے حالتِ قلبِ نالاں
اب چھپاؤں گا کسی سے بھی نہ رازِ پنہاں
ہے مصمم ہوسِ نصرتِ سلطانِ جہاں
اور دو چار گھڑی ہوں میں یہاں پر مہماں
ہے بری میرے لئے جنگ نہ کیونکر جاؤں
صبح ہو لے تو سوئے سبطِ پیمبرؐ جاؤں

(۹۸)

روک سکتا نہیں میداں میں مجھے لشکرِ کیں
ہوں غلامِ شہِؑ کونین ہلا دوں گا زمیں
کیا دلیروں کا بنائے گا بنِ سعد لعیں
تم دمِ صبح مرے ساتھ رہوگے کہ نہیں
تیغ جب ہاتھ میں ہو تیر و کبادہ کیا ہے
دل کا پہلے سے بتا دو کہ ارادہ کیا ہے

(۹۹)

عبد نے بھائی نے فرزند نے سن کر یہ کہا
ہم تو پہلے ہی سے ہیں فدیۂ سلطان ہدیٰؑ
آپ جاتے کہ نہ جاتے طرفِ فوجِ خدا
کر چکے تھے یہ سرِ شب سے ارادہ اپنا
گر کے ہم تا بہ ابد آگ میں پھنکنے کے نہیں
اب اگر آپ بھی روکیں گے تو رکنے کے نہیں

(۱۰۰)

کام آئے گا نہ بھائی نہ پسر اور نہ مال
ہوگی اک اپنی لحد بعدِ فنا یا اعمال
جس سے چھوٹے نہ رہِ خلد چلے وہ کوئی چال
دل کو فکر اس کی ہے اللہ کرے نیک مآل
صبح کو نصرتِ مظلوم کریں، نام کریں
ذکر تا حشر رہے جس سے وہ ہم کام کریں

(۱۰۱)

ایک اک کا جو بیاں یہ حرؑ غازی نے سنا
آ گئی لب پہ ہنسی فرطِ خوشی سے یہ کہا
کون عالم میں سعیدِ ازلی ہے تم سا
اس ارادے کی خدا دے تمہیں عقبیٰ میں جزا
ظلم کے بن میں مرے ساتھ شہادت پاؤ
سر کٹا کر قدمِ شاہؑ پہ جنت پاؤ

(۱۰۲)

فکر جس کی تھی مجھے تھا وہی تم سب کا خیال
خیر بہتر ہے کرے دور وہ ہر دل کا ملال
صبح ہو لے تو چلو سوئے شہِؑ نیک خصال
اب تو طولِ شبِ فرقت سے ہے بد قلب کا حال
آنکھ اُٹھا کر طرفِ چرخ تماشا دیکھیں
دل بہل جائے جو جاتی ہوئی دنیا دیکھیں

www.emarsiya.com

(۱۰۳)

حرؑ کے کہنے کا پڑا سب پہ کچھ اس طرح اثر
شدّتِ درد نے تڑپا دیئے سینوں میں جگر
چین لیتا تھا نہ بھائی نہ غلام اور نہ پسر
ہوسِ جنگ میں اک اک ہوا جویائے سحر
دل کو تڑپاتے ہوئے قلب سے آہیں اُٹھیں
صبح کے ڈھونڈھنے کو آٹھ نگاہیں اُٹھیں

(۱۰۴)

اپنی گردش سے نہ خود چرخ کو آتا تھا قرار
میہماں دہر میں تھی چند دقیقہ شبِ تار
رات کم ہوتی تھی، بڑھتے تھے خوشی کے آثار
خواہشِ موت میں تھے عمر سے اپنی بیزار
دل لڑائی کے تصور سے سکوں پاتا تھا
رخ پہ خوں شوقِ شہادت سے چھلک آتا تھا

(۱۰۵)

گو بہت ہوگئی تھی قلب کی کم بیماری
دل کی اِس پر بھی اُسی طرح سے تھی آزاری
کبھی عصیاں کا تصور کبھی آنسو جاری
دمبدم شمع کی مانند تھی رقّت طاری
دل کو آرام کہاں جوش بکا دیتا تھا
درد اُٹھ اُٹھ کے کلیجہ کو ہلا دیتا تھا

(۱۰۶)

تھے ادھر دیر سے مشغولِ بکا حرؑ جری
اُس طرف رحم پہ آیا فلکِ نیلوفری
نور کی دامنِ مشرق میں ہوئی جلوہ گری
گرتی پڑتی ہوئی بڑھ آئی نسیمِ سحری
کوئی تو وقتِ نظارہ قمر آرا چمکا
آنسو آنکھوں میں تھمے صبح کا تارا چمکا

(۱۰۷)

ظلمت و نور نظر آتے ہیں شکلِ سیماب
سحر و شام ہے گردوں کے تلوّن کا جواب
اپنے ہی رنگ بدلنے نے کیا دل بیتاب
شب کا اک رات ہی میں ختم ہوا عہدِ شباب
خطِ ابیض کا نشاں پیکِ نگہ پانے لگا
زلفِ شب میں نظر اک موئے سفید آنے لگا

(۱۰۸)

لطفِ صحنِ فلکی دیکھتے تھے نظارے
ٹھنڈی پائی جو ہوا مرغِ چمن چہکارے
اونچے ہو ہو کے گئے تا بہ فلک فوّارے
آئینہ بن گئے نورِ سحری سے تارے
چرخ ظلمت میں صفا قلب کی دکھلانے لگا
اک کا منہ دوسرے تارے میں نظر آنے لگا

(۱۰۹)

اُس طرف چرخ پہ دکھلائی دیا روئے سحر
اِس طرف دہر سے ظلمت نے اُٹھایا بستر
نور سے بڑھتی چلی وسعتِ دامانِ نظر
اک کی آمد ہوئی مائل ہوا اک بہر سفر
رنگِ گردوں سببِ گردشِ تقدیر ہوا
رات سے نورِ سحر بڑھ کے بغل گیر ہوا

(۱۱۰)

شبِ تاریک میں آرام سے کی تھی جو بسر
زمزمہ سنج تھے پچھلے ہی سے مرغانِ سحر
ان صداؤں کا ہوا گوشِ فلک تک جو گذر
صبح نے رات کی گھبرا کے اُلٹ دی چادر
چرخ پر بڑھ کے ضیا حدِّ یقیں تک آئی
اک تجلّی تھی جو گردوں سے زمیں تک آئی

www.emarsiya.com

(۱۱۱)

ختم طولِ شبِ فرقت کے ہوئے افسانے
جلوۂ صبح سے معمور ہوئے کاشانے
کھو دیئے شمع نے دامن سے گہر کے دانے
گلے مل مل کے جدا ہونے لگے پروانے
کرب میں کی جو بسر ہجر کے ماروں کی طرح
شمع بے نور ہوئی چرخ کے تاروں کی طرح

(۱۱۲)

صبحِ امید کی عالم میں ہوئی جلوہ گری
اوس سے بالیاں سبزے کی ہوئیں اور ہری
یوں بھلی لگتی تھی ہر پھول کے دامن کی تری
جزوِ گل ہوگئی گلشن میں نسیمِ سحری
دل پہ ہر اک کے اثر دے گئی جادو کی طرح
اصل میں سرد ہوا تھی جو گئی بو کی طرح

(۱۱۳)

پائے جب اچھی طرح حرؑ نے سحر کے آثار
ہوئے مسرور کہ بر آئی امیدِ دلِ زار
ہو کے خوش بھائی سے جرّار نے یہ کی گفتار
کر لیں طاعت تو چلیں نزدِ شہؑ عرش وقار
اُگل آئیں دمِ سجدہ نہ حسامیں چڑھ کے
پھر تلے ڈالنا تیغوں کے، نمازیں پڑھ کے

(۱۱۴)

کہہ کے یہ ہو گیا مشغولِ عبادت وہ جواں
بھائی نے عبد و پسر نے بھی پسِ ختمِ اذاں
کی ادا وقتِ سحر طاعتِ خلّاقِ جہاں
رکعتیں ختم ہوئیں کہنے لگے رازِ نہاں
ایک اک ہم میں سے میدانِ وغا میں سر دے
کر چکے ہیں جو ارادے انہیں پورا کر دے

(۱۱۵)

کر رہے تھے یہ ابھی درگہہِ خالق میں دعا
ناگہاں آ کے یہ خادم نے بصد عجز کہا
گھوڑے تیار ہیں کب جایئے گا بہرِ وغا
سجدۂ شکر یہ سنتے ہی کئے سب نے ادا
ذکر حق ختم ہوا صفدر و غازی اُٹھّے
رکھ کے تسبیحیں مصلّوں پہ نمازی اُٹھّے

(۱۱۶)

خادم حرؑ نے مصلّوں کو لپیٹا بڑھ کر
تن پہ سجنے لگا آلاتِ وغا ہر صفدر
شادماں جنگ کی امید میں تھے عبد و پسر
حرؑ کے رخ پر مگر اس فکر سے تھا غم کا اثر
آج کیا اپنے مقدر کے اثر پاتا ہوں
لاش جاتی ہے سوئے شاہؑ کہ میں جاتا ہوں

(۱۱۷)

تھا بڑی دیر سے اِس فکر میں قلبِ نالاں
دیکھئے کیا پسرِ سعد سے ہو طرزِ بیاں
رن سے پہنچوں کہ نہ پہنچوں سوئے شاہِؑ دو جہاں
کہیں مرتے ہوئے رہ جائیں نہ باقی عصیاں
غرق کر دے نہ یمِ جرم و معاصی چڑھ کے
اپنے خیمہ سے چلے سورۂ توبہ پڑھ کے

(۱۱۸)

حرؑ جو خیمہ سے برآمد ہوئے با عزّ و وقار
دیر سے تھا درِ دولت پہ رسالہ تیار
تھے سپہ میں جو کئی ان کی طرف سے سردار
لائے وہ تا بہ جبیں ساتھ ہر اک کے تلوار
پُر ضیا چھوٹ نے کچھ اور سوا دن کو کیا
سب نے تیغوں کے اشاروں سے سلام اِن کو کیا

www.emarsiya.com

(۱۱۹)

لے کے ایک ایک سپاہی کا کراہت سے سلام
اپنے رہوار کے پاس آیا وہ شیدائے امامؑ
تھام لی عبد نے جرار کے گھوڑے کی لجام
یا علیؑ کہہ کے دلاورؑ نے کیا زیں پہ مقام
کی نظر مڑ کے تو بشاش رخِ فوج ملا
کوکبِ بخت کو ہنگامِ سحر اوج ملا

(۱۲۰)

جلوہ گر ہو چکے گھوڑے پہ جو حرؑ دیندار
بعد ان کے ہوا رہوار پہ ایک ایک سوار
لی جگہ عبد و پسر نے پسِ پشتِ جرّار
دو قدم پیچھے رہا بھائی کا ان سے رہوار
کھینچ کر جنگ کی شکلیں نظروں میں رکھیں
سب نے گھوڑوں کی لجامیں کمروں میں رکھیں

(۱۲۱)

پایا اس طرح سے حرؑ نے جو ہر اک کو تیار
نہ رہا شوقِ وغا میں دلِ غازی کو قرار
اپنی مرضی پہ بڑھایا فرسِ شیر شکار
باگیں ساتھ ان کے رسالے نے اُٹھائیں اک بار
بہت آہستہ چلا اور نہ بہت تیز چلا
دل کو جو چال پسند آئی وہ شبدیز چلا

(۱۲۲)

بڑھتے جاتے تھے یوں ہی جانبِ دشتِ جنگاہ
دیکھتے جاتے تھے ترتیبِ سپاہِ گمراہ
کبھی خولی پہ، کبھی شمر پہ پڑتی تھی نگاہ
طے اِسی طرح سے کی تا بہ بنِ سعد وہ راہ
دیکھ کر مرضی دل چند نفس روک لیا
چڑھ کے جب منہ تلک آیا تو فرس روک لیا

(۱۲۳)

جھک کے گھوڑے پہ بنِ سعد سے حرؑ نے یہ کہا
کٹ گئی خیر سے وہ رات تھا جس کا دھڑکا
اب بتا کیا تھا سرِ شب سے ارادہ تیرا
قتل ہوگا کہ بچے گا پسرِ شیرِ خدا
بغض اب تو نہیں دو روز کے پیاسے سے تجھے
صلح منظور ہے احمدؐ کے نواسےؑ سے تجھے

(۱۲۴)

پیچھے ہٹ کر پسرِ سعد نے یہ کی گفتار
نامِ حق آج تو گھوڑے پہ ہوا کے ہو سوار
چڑھے آتے ہو مرے منہ پہ اُٹھائے رہوار
کیسی یہ بے ادبانہ ہے فرس کی رفتار
اپنی تلوار میں خوں میرا بھروگے شاید
عوضِ شہ مجھے پامال کروگے شاید

(۱۲۵)

کون سے شہر کی یہ رسم ہے کس گھر کا رواج
ایسا ہوتا نہیں بے قدر اک ادنیٰ محتاج
جس میں بو کبر کی ہو خوب نہیں ہے وہ مزاج
تم نہ گر کر سکو میں کر دوں تکبر کا علاج
کھینچ لوں تیغ جو میں روح عدم تک پہنچے
زینِ رہوار سے سر کٹ کے قدم تک پہنچے

(۱۲۶)

ہو چکی دیر سے صف بندی میدان قتال
منتظر تولے ہوئے تیغ ہے ہر بد افعال
دعوۂ عقل و فراست بھی ہے اور ہے یہ سوال
پوچھنے آئیں ہیں احمدؐ کے نواسے کا مآل
اک نہ اک آج تن و سر میں جدائی ہوگی
صلح شبیرؑ سے اور حرؑ سے لڑائی ہوگی

www.emarsiya.com

(۱۲۷)

شاہؑ سے صلح کرے یا نہ کرے ہر گمراہ
آپ کچھ اپنے ارادے سے کریں تو آگاہ
کیوں مسافر پہ ہے یہ لطف و ترحم کی نگاہ
کیا چلے جایئے گا چھوڑ کے دشتِ جنگاہ
جس سے بچ جائے یہ جاں ایسی اجازت دے دوں
گھر کے جانے کی تمنا ہو تو رخصت دے دوں

(۱۲۸)

خیر سے آپ جو جا لیں تو بڑھے لشکرِ کیں
پھر یہ سب فوج ہے اور دوش محمدؐ کا مکیں
صاف سن لو پسرِ فاطمہؑ بچنے کا نہیں
ہوگی تر خون سے سادات کے مقتل کی زمیں
جادۂ تیغ ہے اس دہر سے جانے کے لئے
کوئی میت کے بھی ہوگا نہ اُٹھانے کے لئے

(۱۲۹)

صبر حرؑ نے دمِ تقریر کیا چند نفس
یہ کہا جب نہ رہی قلب کو سننے کی ہوس
دیکھ بے چین مرے دل کی طرح سے ہے فرس
اب زباں بند کر او بانیٔ بدعت، بس بس
کیوں ہو بے قدر تڑپنا کوئی سیماب نہیں
دل کھنچا آتا ہے سننے کی مجھے تاب نہیں

(۱۳۰)

ستم و جور کی ہوتی جو مرے دل میں ہوس
کر چکا تھا تجھے او ظلم کے بانی بے بس
ہو محل سے تو مناسب ہے دلیروں کو ترس
تھی یہی وجہ جو بڑھتا ہوا روکا تھا فرس
تجھ سے دنیا تو نہ ہنگام غضب خالی کی
چھیڑ منظور تھی عادت نہیں پامالی کی

(۱۳۱)

شیوۂ اہلِ شجاعت نہیں یہ جور و جفا
ہے برا صاحبِ توقیر کی عزت لینا
گو رواج اس کا چلا آتا ہے ہنگامِ وغا
تیغ سے کرتے ہیں سر مدِ مقابل کا جدا
آ چکی موت تو بد وقت وغا ہے یہ بھی
میرے نزدیک زمانے میں برا ہے یہ بھی

(۱۳۲)

خیر یہ ظلم تو رکھا ہے دلیروں نے روا
پائمالی کو برا جانتے ہیں اہلِ وفا
جس کی منظور ہو توہین ہے اس پر یہ جفا
لیکن امید یہ تجھ سے نہیں رن میں اصلا
بزدلوں کا کبھی شیوہ نہیں شیروں کی طرح
تو لڑے گا نہ دم جنگ دلیروں کی طرح

(۱۳۳)

کہہ کے یہ رونے لگا عاشقِ آلِ حیدرؑ
شہؑ ذی جاہ کی توہین پہ ہے سب کی نظر
قتل کرنے پہ نہ باز آئیں گے رن میں اکفر
ہوگا پامالِ جفا دشت میں جسمِ بے سر
فوج مہماں کو، مسافر کو، اذیت دے گی
عزّت احمدؐ کے جگر بند کی امت لے گی

(۱۳۴)

دیر تک پہلے تو رویا کیا وہ نیک انجام
پھر کئے یہ پسرِ سعد سے غصہ میں کلام
ہوں گے پامال اگر بعدِ وغا رن میں امامؑ
لعن کے ساتھ ہر اک لے گا جہاں میں ترا نام
دل میں دوزخ نے جگہ کی ہے تمنا کی طرح
تیرے ہاتھ آئے گی دنیا بھی نہ عقبیٰ کی طرح

www.emarsiya.com

(۱۳۵)

قتل کر ڈالے گی تنہا کو اگر فوجِ کثیر
شہؑ کا کیا جائے گا تو ہوگا نگاہوں میں حقیر
کوئی دشمن سے بھی جھکتا ہے کبھی او بے پیر
تو نے کھنچتی ہوئی دیکھی نہیں شاید شمشیر
بات جب منہ تلک آ جائے تو رکنا کیسا
وہ محل جنگ میں ہے کبر کا جھکنا کیسا

(۱۳۶)

آپ کھوئیں گے مرا کبر خدا کی قدرت
لیتے رہیے گا فنِ جنگ میں کارِ حکمت
تیغ رد کرنے میں نسخہ کی پڑے گی حاجت
جب لہو زخم میں بھر لے تو سمجھنا شربت
پھر نہ کم طاقتی و ضعف کی شدت ہوگی
خون پینے سے نہ زائل کبھی قوت ہوگی

(۱۳۷)

تیغ کاٹھی سے تو کیا کھینچے گا او بانیٔ جور
تیرے چہرے سے دلیری کے عیاں بھی تو ہوں طور
آج کل ہم سے شجاعوں کا زمانہ میں ہے دور
جو تری تیغ کو کھائے گا وہ ہوگا کوئی اور
گر شکن پاؤں تو چہرے کو دگر گوں کر دوں
سرخ پاؤں تری آنکھیں تو زمیں خوں کر دوں

(۱۳۸)

ہوگا سر خاکِ مذلّت پہ نہ بعد رحلت
حق پہ جو ہو کہیں ہوتی ہے اُسے بھی ذلّت
دے کے جاں کرتے ہیں جو دینِ خدا کی نصرت
نام پاتے ہیں شہیدوں کا وہ عالی ہمت
خوف کیا گر نہ بنے دشت میں تربت ان کی
ان کے دشمن کہیں لے سکتے ہیں عزت ان کی

(۱۳۹)

اُس سے بڑھ کر نہیں بے عقل تُن او بد افعال
بد ہوں نزدیک خدا جن کے زمانے میں خصال
ہے وہ نافہم نہ سمجھے جو کبھی اپنا مآل
دیکھ پچھتائے گا اچھے نہیں تیرے اعمال
پھر میں کہتا ہوں تجھے کاہے کی اس میں کد ہے
خوں بہانا جگر و جانِ نبیؐ کا بد ہے

(۱۴۰)

کیوں نہ پوچھوں سببِ قتل شہِؑ عرش وقار
میری دریافت کی یہ وجہ ہے اے ظلم شعار
تیرے منہ سے میں ترے ظلم کا لے لوں اقرار
کہیں یہ خون مکر جائے نہ تو روز شمار
خوں بھری تیغیں ہیں گو دل کی تباہی کے لئے
ایک میں بھی رہوں اس خوں کی گواہی کے لئے

(۱۴۱)

ہے مصر شب سے تو اس بات پہ او دشمن جاں
کہ مفصل میں کہوں حالتِ قلبِ نالاں
اب تامل نہیں، سُن کیفیتِ دردِ نہاں
آج جاتا ہوں پئے نصرتِ سلطانِؑ جہاں
کھل گیا غنچۂ دل شام سے آہیں بھر کے
ہجرِ شبیرؑ میں یہ رات کٹی مر مر کے

(۱۴۲)

واہ کیا عقل ہے، کیا دین ترا، کیا آئیں
جو بری ہیں، وہی باتیں ہیں ترے ذہن نشیں
حکم آیا ہے مسافر کے ستانے کا کہیں؟
کیسی ترغیب تو دیتا ہے یہ اے دشمن دیں
صفحۂ دہر سے کیونکر یہ جفائیں دھو جائیں
منع جو ہیں وہ ترے حکم سے جائز ہو جائیں

www.emarsiya.com

(۱۴۳)

جانتا ہی نہیں ظالم تو دلیروں کی اُمنگ
جان دے دیتے ہیں اچھا ہو کہ بد جنگ کا رنگ
اُن کا ڈر چاہئے تجھ کو کہ جو ہوں زیست سے تنگ
وہ کہیں پلٹے ہیں آئے ہیں جو گھر سے پئے جنگ
دم نکل لیتا ہے تب جوش وغا گھٹتا ہے
کہیں پیچھے بھی سپاہی کا قدم ہٹتا ہے

(۱۴۴)

حکمِ خالق سے مطابق ہے اگر حکم ترا
میں تو میں، ہوگا نہ مقتول کوئی وقتِ وغا
کیا ترے کہنے سے آئی ہوئی پھرتی ہے قضا
بڑھ گیا کبر کچھ ایسا کہ خدا بن بیٹھا
خانۂ احمدؐ و زہراؑ کی صفائی کرلے
دشت میں چار پہر اور خدائی کر لے

(۱۴۵)

امتحاں لیتا ہے معبودِ حقیقی سب کا
دیکھ یہ روزِ وغا ہے صفتِ روز جزا
قتل ہو جائے گا جس دم دل و جان زہراؑ
پھر تو تو خلق میں ہے اور عقوباتِ خدا
حرصِ دولت کی طرح بد ہے سر انجام ترا
جس کا حاصل ہے جہنم وہ ہے اسلام ترا

(۱۴۶)

کفر و اسلام سے ہوتی نہ اگر دشت میں جنگ
کبھی ہوتا نہ میں اس فوج میں رہنے سے بتنگ
کھینچتا تیغ تو ہو جاتی عیاں دل کی امنگ
پھر میں کچھ اپنی شجاعت کا دکھاتا تجھے رنگ
رن کے ملنے کی خبر ہر دلِ مضطر دیتا
فتح کرتا یہ وغا دشت میں یا سر دیتا

(۱۴۷)

آج تو دشت میں ہے سبط پیمبرؐ سے وغا
جنگ اچھی یہ نہیں حکم، خدا سے اصلا
دوسرے چند نفر ہیں اُدھر اربابِ وفا
اِس طرف دشت میں ہے کثرتِ افواجِ جفا
رنگ جو ضعف سے لے آئے رخ زرد ہے وہ
ساتھ تھوڑوں کا جو دے، رن میں جواں مرد ہے وہ

(۱۴۸)

یاں تو کیفیت قوت نہ کھلے گی تجھ پر
قرب شہ، جا کے دکھا دوں گا وغا کے جوہر
سن کے یہ غیظ میں کہنے لگا وہ بد گوہر
جانا مشکل ہے ترا نزد شہِؑ جن و بشر
ناصرِ سبطِ پیمبرؐ کو لہو میں بھر دوں
اک قدم پیچھے ہٹے گر تو قیامت کر دوں

(۱۴۹)

حرؑ نے بھی قبضۂ شمشیر پکڑ کر یہ کہا
گر بڑھا اک قدم آگے تو ابھی دوں گا سزا
مدّعا چیں بجبیں سے جو ہوا یہ پیدا
ہونے ہی کو ہے بنِ سعد سے اور حرؑ سے وغا
تھی جو یہ فکر کہ انجامِ وغا کیا پہنچے
عبد و فرزند و برادر بھی قریب آ پہنچے

(۱۵۰)

کھینچ لی ایک نے تیغ، اک نے سنبھالا بھالا
گرز اُٹھا کر پسرِ سعد سے اک نے یہ کہا
گفتگو منہ سے نہ بیہودہ کوئی اب کرنا
ورنہ اس گرز سے آ جائے گی دم بھر میں قضا
خونِ فرقِ ستم ایجاد سے تن بھر دوں گا
چور شیشے کی طرح کاسۂ سر کردوں گا

www.emarsiya.com

(۱۵۱)

دیکھا جب یہ پسرِ سعد نے طرزِ گفتار
غیظ میں حرؑ کے رسالے سے یہ بولا مکار
جانے پائے نہ سوئے شاہؑ تمہارا سردار
گھیر کر چھین لو اس مردِ جری سے تلوار
دل میں جو قصد ہو پہلے سے نہ ہشیار کرو
نہ لڑو گر تو کمندوں میں گرفتار کرو

(۱۵۲)

دیکھی حرؑ نے جو یہ کیفیتِ قلب بے دیں
غیظ سے سرخ ہوئی رخ کی طرح چینِ جبیں
تیغ کاٹھی سے کھینچی، ہل گئی مقتل کی زمیں
خاتم زیں پہ سنبھل بیٹھا وہ جرأت کا نگیں
دی صدا حرؑ نے مرے منہ پہ چڑھے تو کوئی
اے بن سعد! رسالے سے بڑھے تو کوئی

(۱۵۳)

کہہ کے یہ حرؑ نے بڑھایا فرسِ شیر شکار
بھائی کے ساتھ ہی بھائی نے اُٹھایا رہوار
لختِ دل بائیں طرف آ گیا لے کر تلوار
اپنے آقا کے عقب میں رہا عبدِ جرّار
نذرِ سر سب نے پئے شاہؑ خوش اقبال دیئے
یا علیؑ کہہ کے دلیروں نے فرس ڈال دیئے

ساقی نامہ(۱۵۴)

ساقیا آ گیا رندوں کے لیئے وقتِ مدد
آج تاخیر ہوئی ردّ و قدح میں بے حد
قول منکر تھا دلیلوں سے کیا دیر میں رد
دے کوئی جام مئے الفتِ آلِ احمدؐ
غیظ، تاثیر مجھے نشہ کی دکھلانے لگے
رنگِ رخ سے مئے گلرنگ کی بو آنے لگے

(۱۵۵)

پیتے ہی مئے کے جو سرشار میں ہو جاؤں کہیں
تہہ و بالا مری فریاد سے ہو رن کی زمیں
روکنے والے ہزاروں ہیں مگر خوف نہیں
سوئے شہؑ جھیل کے جاؤں میں یمِ لشکرِ کیں
آج مجدھار سے رندوں کا سفینہ نکلے
مئے کوثر اُسے سمجھوں جو پسینہ نکلے

(۱۵۶)

حدّتِ آتشِ تر سے جو عرق آ جائے
مئے دو آتشہ اس وقت مزا دکھلائے
فخر کا میرے سبب ہو جو پسینہ آئے
جس کی حسرت ہے اسے بخت مرا بر لائے
کیوں قوی دل نہ ہو جب میں رخ و سینہ پوچھوں
دامن ساقی کوثر سے پسینہ پوچھوں

(۱۵۷)

صدق دل سے ہوں میں جاں دادۂ آلِ حیدرؑ
دیکھے جائیں گے علیؑ سے نہ مرے دیدۂ تر
دور تک جائے مرے نالۂ قلبی کا اثر
اشک بھر لاؤں تو چھلکے مئے حوضِ کوثر
دنگ جانے سے مرے دشت کی فوجیں ہو جائیں
شکنیں غیظ بھرے ماتھے کی موجیں ہو جائیں

(۱۵۸)

تجھ سے پاؤں گا نہ گر بزم میں باقی ساقی
کششِ قلب کی دکھلاؤں گا تب مشّاقی
مجھ کو تو دے کہ نہ دے مئے نہ رہے گی باقی
ہے سبو میری نگاہوں سے مشبک ساقی
جو بلندی پہ گیا وہ بھی ادھر مڑ کے گرا
قطرہ قطرہ مئے گلرنگ کا اُڑ اُڑ کے گرا

www.emarsiya.com

(۱۵۹)

مے کے دینے میں کوئی تجھ سے کرے کیوں تحریک
لینا غیروں کے وسیلے سے نہایت ہے رکیک
جامِ کوثر کے دلانے میں کوئی ہو نہ شریک
جاتے جاتے مرے ہو جائے یہ اتنا نزدیک
مرضیٔ قلب کے پیمانے پہ ساغر بھر لوں
اپنے خود ہاتھ سے جھک کر مئے کوثر بھر لوں

(۱۶۰)

بہرِ حق جلد اُٹھا ہاتھ میں ساغر ساقی
حرص کھوئے گا نہ دل دادۂ کوثر ساقی
منتظر دیر سے ہیں سبطؑ پیمبرؐ ساقی
میں پہنچ جاؤں تو پورے ہوں بہتر ساقی
دور سے اب تو ہوس لائی ہے میخانے میں
تو ڈبو دے مجھے اعجاز سے پیمانے میں

(۱۶۱)

بزم میں یوں چلے پیمانہ کہ افسوں ہو جائے
تیری باتوں سے مری طبع دگر گوں ہو جائے
دل مرا کیوں نہ ترے حسن پہ مفتوں ہو جائے
رنگ لائے یہ پیالہ کہ جگر خوں ہوجائے
پی کے مئے بہرِ وغا دشت کو میخوار چلے
شیشے لڑ جائیں تو گھمسان کی تلوار چلے

(۱۶۲)

حدِّ لشکر سے نکل آئے جو چاروں رہوار
دی صدا حرؑ نے کہ اے سبطِ رسولؐ مختار
دلِ خادم تپِ عصیاں سے ہوا ہے بیمار
اے مسیحائے جہاں ہے مرا مہلک آزار
زردیٔ رخ نہ کہیں ضعف میں رسوا کر دے
اے مرے عیسیٔ وقت! اب مجھے اچھا کر دے

(۱۶۳)

گئی یہ حرؑ کی جو گوشِ شہِؑ والا میں صدا
جوش پر آ گیا دم بھر میں یمِ لطف وعطا
بھیج کر اکبرؑ و عباسؑ کو بلوا بھیجا
آتے ہی خدمتِ شبیرؑ میں قدموں پہ گرا
چین آیا نہ کسی طرح دلِ مضطر کو
ہولیئے عفو جرائم تو اُٹھایا سر کو

(۱۶۴)

دی اِدھر خیمہ میں فضہؑ نے یہ زینبؑ کو خبر
لشکرِ شام سے حرؑ آیا ہے ہے نزدِ سرورؑ
خوش کچھ اِس وقت زیادہ ہیں شہِؑ جن و بشر
میہماں پر ہے بہت لطف و ترحم کی نظر
اب نہ وہ آنکھ میں آنسو ہیں نہ وہ نالے ہیں
پیار سے ہاتھ گلے میں شہِؑ دیں ڈالے ہیں

(۱۶۵)

پائی بھائی کے جو خوش ہونے کی زینبؑ نے خبر
شکرِ حق کرکے یہ کہنے لگی بنتِ حیدرؑ
خیر آیا تو کوئی شام کے لشکر سے اِدھر
فوج سے ناصرِ شہؑ اب تو لڑیں گے دن بھر
شعلۂ تیغِ دلیراں سے زمیں جل جائے
پھر کوئی ڈر نہیں گر آج کا دن ٹل جائے

(۱۶۶)

اس میں حرؑ ہوں کہ بنِ قینؑ ہوں یا وہبؑ و ہلالؑ
ناصرانِ شہِ دیںؑ کو یہ رہے رن میں خیال
اِس طرح جم کے وغا ہو کہ سپہ ہو پامال
رہنے پائے نہ کسی دل میں تمنائے جدال
کیوں نہ خوش ہوں جو نکل آئیں یہ ارماں دل کے
سب مرے بھائی کو غربت میں بچالیں مل کے

www.emarsiya.com

(۱۶۷)

گو نہیں یاں کے دلیروں کا شجاعت میں نظیر
اپنے انبوہ پہ نازاں ہے مگر ہر بے پیر
ہاتھ میں تولے ہوئے تیغ ہے ایک ایک شریر
سہل سمجھیں نہ لڑائی کہ یہ مجمع ہے کثیر
تیر سے آج جو خالی ہوں وہ ترکش بھر لیں
اپنی تلواروں پہ پہلے ہی سے صیقل کرلیں

(۱۶۸)

حرؑ پہ سب ہو گی عیاں کیفیتِ حالِ خراب
ہفتمِ ماہِ محرم سے ہے پانی کمیاب
تشنہ لب ہیں کئی اطفالِ شہؑ عرش جناب
کیا عجب ہے کہ جو ہو ساتھ کوئی مشک برآب
کچھ تو ہو بنتِ شہنشاہِ مدینہ کے لئے
پانی لایا ہو تو لے آؤ سکینہؑ کے لئے

(۱۶۹)

مشک بھی ساتھ نہ گر ہو تو ہے کاہے کی حیا
ہم کو کوزے ہی میں دے دے جو نہ پانی ہو سوا
ایک ہی جام سے ہم کام نکالیں اپنا
ہو نہ اصغرؑ کو شکایت نہ سکینہؑ کو گلا
کچھ تو یہ بہرِ سکونِ دلِ مضطر پی لے
بوند بھر پانی جو رہ جائے تو اصغرؑ پی لے

(۱۷۰)

جوڑ کر دستِ ادب حضرتِ فضہؑ نے کہا
اے خزادی مری، پانی وہ یہاں لا نہ سکا
ہے تعجب یہی کس طرح وہ زندہ پہنچا
تھی ہر اک سمت سے گھیرے ہوئے افواجِ خطا
حرؑ کا ہر چند یہاں پر تھا نہ بیجا آنا
صعب و دشوار تھا اُس بھیڑ سے تنہا آنا

(۱۷۱)

تین شخص اور بھی ہیں حرؑ جری کے ہمراہ
ایک بھائی ہے جو چھوڑ آیا ہے کوفہ کی سپاہ
دوسرا عبد ہے شیدائے شہِؑ عرش پناہ
نوجواں تیسرا بیٹا ہے جو ہے نورِ نگاہ
اپنے پہلے ہے یہ آمادہ جدا کرنے کو
سب کو لایا ہے شہِ دیںؑ پہ فدا کرنے کو

(۱۷۲)

حرؑ کے بیٹے کی جوانی کو جو زینبؑ نے سنا
ظہر کا پھر گیا بے وقت نظر میں نقشہ
یاد آئی علی اکبرؑ کی جوانی کی قضا
کانپ کر خواہرِ سرورؑ نے یہ فضہؑ سے کہا
جس سے خوں روئے وہ ارماں نہ نکالے اپنا
کہہ دے حرؑ سے کہ جواں لال بچا لے اپنا

(۱۷۳)

کٹنا اس عمر کے پودے کا نہایت ہے ستم
یہ مرے بھائی کا دل ہے جو نہیں کوئی بھی غم
اُٹھ سکا حضرتِ یعقوب سے جس کا نہ الم
راضی اُس امر پہ بھی ہوگئے سلطانِ امم
غم و آلام ہیں کیا کیا مرے دل سے پوچھے
کوئی اس لال کا مرنا مرے دل سے پوچھے

(۱۷۴)

عرض کی رو کے یہ فضہؑ نے فدا ہو مری جاں
ایسا فرمائیں نہ ہمشیر شہنشاہِؑ زماں
آپ کے سائے میں ہوا اچھی طرح سے وہ جواں
حرؑ نے کیا آ کے کیا پہلے یہ سنئے تو بیاں
فکر اب دل میں نہ ہے دن کی نہ مطلق شب کی
ساتھ شبیرؑ کے ہے اس کو محبت سب کی

www.emarsiya.com

(۱۷۵)

جتنے اس وقت ہیں انصارِ شہؑ عرش مقام
سب سے پیش آیا بہ لطف آج وہ شیدائے امام
کیسے جرّار سے کرتا رہا ہنس ہنس کے کلام
کچھ بڑا بھی جسے سمجھا کیا خود اس کو سلام
سب سے یاں ہو کے جدا شام کے لشکر سے ملا
کوئی ہم سن نظر آیا تو برابر سے ملا

(۱۷۶)

الفتِ آلِ محمدؐ کا بھلا کیا کہنا
اس قدر جوشِ محبت کا اثر ہے پیدا
سب کے سب سامنے موجود ہیں گو نام خدا
ایک اک ہوتا ہے ایک ایک پہ جاجا کے فدا
(نصرتِ دینِ خدا) جوش میں لائے ہوئے ہے
(ہر جری غیظ میں تلوار) اٹھائے ہوئے ہے

(۱۷۷)

آ گیا پاس جو قاسمؑ کے تڑپ کر وہ جواں
تا دماغ آنے لگی نکہتِ گلزارِ جناں
دل سے کہنے لگا وہ عاشقِ سلطانِ زماں
یہ وہی پھول ہے جو باغِ پیمبرؐ کی ہے جاں
مضطرب دل جو ہوا نکہتِ گیسو سونگھی
کبھی دولہا پہ نظر کی، کبھی خوشبو سونگھی

(۱۷۸)

کبھی استادہ ہے نزدِ پسرِ شاہِ ہدیٰ
مل رہا ہے جو پیمبرؐ کی زیارت کا مزا
ہو رہا ہے علی اکبرؑ کی جوانی پہ فدا
گرد خود پھر رہا ہے بیچ میں ہے شہزادہ
ہے بیاں قلب نے پوری مری حسرت کر لی
آپ کو دیکھ کے احمدؐ کی زیارت کرلی

(۱۷۹)

کبھی یہ قلب کے نعرے ہیں کہ سو جاں سے فدا
قوت بازوئے شہؑ کا نہیں مثل و ہمتا
ہے اسی دوش کے لائق علمِ شیرِ خدا
جیسے شہؑ ویسے ہی عباسؑ مرے ہیں مولاؑ
منہ تلک سبز پھریرے کو وہ لائے ہوئے ہے
اپنی روتی ہوئی آنکھوں سے لگائے ہوئے ہے

(۱۸۰)

(مضطرب ہو کے یہ) سرورؑ سے کہا حُر نے اُدھر
(ہو سلام آپ پہ اے) راحتِ جانِ حیدرؑ
(جان دینے کو پریشاں ہے) یہ قلبِ مضطر
(یہ مراد ایک ہے بر لائیں) شہِؑ جن و بشر ہے
سر فدا دشت میں شہؑ پر کروں رخصت دیجے
پہلے انصار و اعزا کے اجازت دیجے

(۱۸۱)

بولے شبیرؑ یہ حرؑ سے کہ کیا کیا یہ بیاں
اب تو تو ہے جگر و جانِ علیؑ کا مہماں
بدلے دعوت کے کہوں کھا تبر و تیغ و سناں
ہے خجل تجھ سے یوں ہی قیدیِ افواجِ گراں
میہمانی کی خدا سے میں جزا لے نہ سکا
پانی تک عالمِ غربت میں تجھے دے نہ سکا

(۱۸۲)

عرض کی حرؑ نے کہ اب اس سے سوا کیا ہو عطا
قصرِ جنت مرے مولاؑ نے کرم سے بخشا
ہے یہی وجہ جو دل کو ہے مرے شوقِ لقا
میں اُسی قصر میں پہنچوں جو ملے رن کی رضا
آپ راضی ہوں تو ارماں مرا کیا کیا نکلے
قدمِ شاہؑ پہ سر دوں تو تمنا نکلے

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۷ پر۔۔۔۔۔۔۔)

www.emarsiya.com

ڈسپلن کے برقرار رکھنے کی مثال شاید دنیاوی کسی فوج اور کسی پولیس کے دستے میں نہ مل سکے گی۔ابھی حال میں پتہ لگا ہے کہ ہلال ابن نافع ایک بزرگ تھے جو کربلا میں شہید ہوئے اور ان کے بچپن کا زمانہ رسولؐ کے گھرانے میں اور اُسی خانوادے کے فیوض اور سرپرستی میں گزرا ہے اور وہ اس اسلامی ڈسپلن کو جسکو کربلا کی اصطلاح میں حسینی ڈسپلن کہا جا سکتا ہے جانتے تھے اور عجب نہیں کہ انکا انتخاب کربلا کے سپاہیوں کے مختصر دستے میں اسی لیے کیا گیا ہو کہ انکو حسینی ڈسپلن کی تعلیم حاصل ہے اور انکا قدم اس جنت کو مارچ اور کوچ کرنے والے قافلے میں برابر برابر پڑتا جائے گا، اور ایسا ہی ہوا۔

فلاسفر جوزف منصف انگریزی نے کہا ہے کہ حسینؑ اپنے وقت کے بہترین سیاست داں مردم شناس اور کربلا کی دینی جنگ جیتنے کے لیے ہر ساتھی کے جوہر سے آگاہ تھے۔اسی لیے وہ ڈسپلن سے اور حسینی ڈسپلن سے بے خبر اشخاص کو جو مختلف منزل پر آ آ کر حسینؑ کے قافلے کے ساتھ چلنے کے لیے آمادہ ہوتے تھے امام حسینؑ چھانٹ دیتے تھے اور ساتھ نہ لیتے تھے۔ ایسا مدبّر جنرل جو ڈسپلن کے جزوجزو سے باخبر ہو سوا حسینؑ کے شاید مشکل سے کوئی تاریخ عالم میں مل سکے گا۔اگر حسینؑ کا انتخاب اتنا صحیح نہ ہوتا اور مثل عام جنگ عالم کے اس کربلا کی جنگ میں حسینؑ اتنا سخت انتخاب نہ کرتے تو آج کربلا کی تاریخ میں کسی ایک جاں باز کا قدم بھی ذرا سا ڈگمگا گیا ہوتا تو تاریخ کربلا بدنام اور داغدار ہو جاتی۔

یہ چیز جس کا نام ڈسپلن ہے یہ گلاب کی کلی کی طرح پنکھڑی اور خوشہ در خوشہ رفتہ رفتہ پایۂ تکمیل کو پہنچ کر آخر میں ایک پھول بنتی ہے۔اسی لیے طلباء کو بچپن سے اس کا خوگر کیا جاتا ہے اور کربلا میں حسینی کارنامے اور ڈسپلن نے سکھادیا کہ یہ بچپن کا ریاض تھا جو ہر سپاہی کی ڈسپلن میں اس طرح جلوہ گر تھا۔

(ماخوذ از ماہنامہ جدوجہد کربلا نمبر اکتوبر ۱۹۴۹ء ص ۲۳ تا ۲۴)

❁❁❁

(بقیہ صفحہ نمبر ۵۷ کا۔۔۔۔۔۔۔۔)

(۱۸۳)

کہہ کے یہ گر پڑا پاؤں پہ دوبارا وہ جواں
جبر سے سرورِ دیںؑ نے دیا اذنِ میداں
پاکے لڑنے کی رضا خوش ہوا قلبِ نالاں
گرد پھر پھر کے کیا یہ شہؑ والا سے بیاں
یا ہزیمت سپہ ظلم کو میں دے کے مروں
یا جہاں میں علی اکبرؑ کی بلا لے کے مروں

تمام شد از خط ناقص سید فرزند حسین عرف اچھن ذاخر بوقت ساعت چہار و تاریخ بست و چہارم ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۷ھ بقلم خود

❁❁❁

التماس ترحیم

مومنین کرام سے گزارش ہے کہ ایک بار سورۂ حمد اور تین بار سورۂ توحید کی تلاوت فرما کر جملہ مومنین مرحومین خصوصاً مرزا محمد اکبر ابن مرزا محمد شفیع و حسن جہاں بنت باقر علی خاں کے ارواح کو ایصال فرمائیں۔

محمد عالم

نکّر پرنٹنگ اینڈ بائنڈنگ سینٹر حسین آباد، لکھنؤ

Mohd. Alim

Proprietor

Nukkar Printing & Binding Centre

26-Shareef Manzil, J. M. Road,
Husainabad, Lucknow-3
0522-2253371, 09839713371
e-mail: nukkar.printers@gmail.com